مواعظِ اختر
نمبر ۸

ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تألیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۸

ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے

نامِ واعِظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء پونے بارہ بجے،

مقام: مجلس برمکان کمال صاحب، ڈھالکہ نگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

موضوع: ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات صفحہ نمبر

حدیث اَللّٰھُمَّ إِنِّیۡ أَسۡأَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ الخ کی شرح ۷
اخلاص وہ مقبول ہے جو تابع سنت ہو............... ۸
مسائل اہلِ علم سے پوچھنے چاہئیں............... ۹
اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر کرنے کی وجہ............... ۱۰
''اللہ'' اسم جلالہ کے ایک عاشقانہ معنیٰ............... ۱۱
اللہ والوں سے دوستی دنیا کے لیے مت کرو............... ۱۱
جو دین پر چلے انہیں دنیا بھی مل گئی............... ۱۲
خدّام دین کو اپنی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے............... ۱۲
اہلِ ذکر اور اہلِ نسبت عالم کی شان............... ۱۳
گناہ کی ایک علامت............... ۱۵
اللہ تعالیٰ کو ایک لمحہ بھی ناراض نہ کرنا شرافت بندگی ہے............... ۱۶
گناہوں سے بچنے کے لیے دو مراقبے............... ۱۷
مرنے سے پہلے دل کا چراغ روشن کرلو............... ۱۹
بلا وجہ ذکر میں کمی کرنا نفاق عملی ہے............... ۱۹
یَا اللّٰہُ، یَا رَحۡمٰنُ، یَا رَحِیۡمُ الخ اسماء پڑھنے کے فوائد............... ۲۰
حضرت والا کے اشکِ رواں کا مقام............... ۲۰
اللہ تعالیٰ کو ہرگز ناراض مت کرو............... ۲۱

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر ایک خاص حق.................... ۲۳
اللہ تعالیٰ کا پیار کس کو نصیب ہوتا ہے؟.................... ۲۳
شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی نسبت عالیہ.................... ۲۵
''ولی را ولی می شناسد'' کے صحیح معنیٰ.................... ۲۶
مجاہدات وریاضت کے بعد گناہ کرنے والے کی مثال.................... ۲۷
گناہ کرنے سے شرم وحیا کی نعمت چھن جاتی ہے.................... ۲۷
مومن کی سب سے منحوس گھڑی.................... ۲۸
پرایا مال دیکھ کر دل کو تڑپانا بے وقوفی ہے.................... ۳۰
کسی کی بہو، بیٹی کو دیکھنے سے گالیاں ملتی ہیں.................... ۳۰
خواہشِ نفسانی کا علاجِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم.................... ۳۰
اہل اللہ سے تعلق گناہوں سے محفوظ رہنے کا واحد ذریعہ ہے.................... ۳۱
اَرحم الراحمین کی بے پایاں ادائے رحمت.................... ۳۲
بدنظری سے عبادات کی حلاوت چھن جاتی ہے.................... ۳۲
بیوی کو ستانے والا ولی اللہ نہیں ہوسکتا.................... ۳۴
بیویوں کے ساتھ جوانی اور بڑھاپے میں حسنِ سلوک پر قرآن پاک سے استدلال...... ۳۴
گناہ چھوڑنے کے سات نسخے.................... ۳۶
ترکِ گناہ کے لیے اسبابِ گناہ سے دوری ضروری ہے.................... ۳۸
حسنِ اخلاق کی تعریف.................... ۳۹
اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کو ایک ڈگری بھی نہ ہٹنے دو.................... ۴۱
عاشقِ مجاز کی زندگی دوزخ کی زندگی جیسی ہوتی ہے.................... ۴۱

انجامِ حسنِ فانی.. ۴۲
شانِ حسنِ ازلی.. ۴۳
مخلوق کی محتاجی سے بچنے کا ایک وظیفہ.................................. ۴۴
یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کی تفسیر... ۴۵
ہدایت پر قائم رہنے اور نفس کے شر سے بچنے کی دعا.......................... ۴۶
تزکیۂ نفس کی دعا.. ۴۸

ملفوظات

مریدین پر شیخ کا ایک حق.. ۵۱
حضرت والا کی کیفیت احسانیہ... ۵۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۹)

حدیث اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ الخ کی شرح

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ بندہ کو جس حالت میں رکھے وہی حالت بندہ کے لیے مفید ہے لیکن ہم کو اللہ تعالیٰ سے ہر حالت میں عافیت مانگنی چاہیے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ))

(معجم الکبیر للطبرانی)

حدیثِ پاک کی اس دعا میں تین چیزیں مانگنے کا حکم ہے عفو، عافیت اور معافات۔ عفو کی شرح محدثین نے یہ کی ہے مَحْوُ الذُّنُوْبِ وَسِتْرُ الْعُیُوْبِ یعنی اے اللہ! ہمارے گناہوں کو مٹا دیجیے اور عیوب پر پردہ ڈال کر خلق سے ستاری فرما دیجیے اور عافیت کے معنیٰ ہیں اَلْمُرَادُ بِالْعَافِیَۃِ اَلسَّلَامَۃُ فِی الدِّیْنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَالسَّلَامَۃُ فِی الْبَدَنِ مِنْ سَیِّءِ الْاَسْقَامِ وَالْمِحْنَۃِ فتنۂ معصیت سے، فتنۂ ارتداد سے اور فتنۂ کفر سے دین و ایمان سلامت رہے اور خدا کے

عاشقوں کے نزدیک اس سے مراد ہے کہ فتنۂ غیبوبت سے، فتنۂ غفلت سے یعنی خدائے تعالیٰ کی حضوری سے دل غائب ہوجانے سے حفاظت رہے، ایسے کسی کام میں مشغول نہ ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کی نسبت کا استحضار نہ رہے، خدائے تعالیٰ سے تعلق کا نوّے ڈگری کا جوزاویہ ہے دل اس کے محاذات سے اِدھر اُدھر نہ ہوجائے، دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ہلکا سا خیال رہنا چاہیے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

دنیا میں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہے۔ آپ بتایئے! کوئی ہے ایسا جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہے؟ ؎

قول اور الحن نے آواز نے

اللہ کو اپنے قول کے لیے لحن اور آواز کی ضرورت نہیں ہے۔ حکیم الامت فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے دل میں اللہ کی آواز سنتا ہوں کہ اشرف علی! یہ کرو، یہ نہ کرو۔

اخلاص وہ مقبول ہے جو تابع سنت ہو

اس لیے آج آپ لوگوں کو بخاری شریف کی ایک دعا سکھا رہا ہوں، ان شاء اللہ اس دعا کی برکت سے اللہ کی رضا والے راستے آپ کے دل میں الہام ہوتے رہیں گے اور آپ کا قدم ہمیشہ صحیح اُٹھے گا کیونکہ بعض مرتبہ اللہ کا راستہ معلوم ہونے کے بعد بھی، صحیح سمت، سنت اور طریقِ حق معلوم ہونے کے

باوجود بھی نفس اپنی نالائقی اور شرارت کی وجہ سے اس پر عمل کرنے سے محروم رکھتا ہے۔ تو یہ دعا ابھی آپ کو سکھاؤں گا، ان شاء اللہ اس کی برکت سے آپ نفس کے شر سے محفوظ رہیں گے اور دل میں ہر وقت اللہ کی رضا اور حق کا الہام ہوگا اور نفس کے شر سے آپ کی حفاظت رہے گی، کیونکہ دو ہی چیزیں ہیں یا تو صحیح علم نہیں ہے، اس صورت میں نفس صحیح عمل کیسے کرے گا؟ چاہے وہ کتنا ہی مخلص ہو لیکن صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے عمل بھی صحیح نہیں کرے گا مثلاً ایک شخص انتہائی مخلص ہے، اس کے اخلاص میں ذرا بھی شبہ نہیں، وہ عصر کے بعد گھر میں چاروں طرف سے کمرہ بند کر کے بڑے اخلاص سے نفلیں پڑھ رہا ہے لیکن اس ظالم کو یہ خبر نہیں کہ عصر کے بعد نفلیں قبول نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ عصر کے بعد سنت یا نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو وہ انتہائی اخلاص سے کمرہ بند کر کے نفل نماز پڑھ رہا ہے، بیوی کو بھی اندر آنے نہیں دے رہا، کہہ رہا ہے کہ بھائی میں تو آج صرف اللہ کے لیے نماز پڑھوں گا، آج بیوی بچے سب دور رہو، بس میں جانوں اور میرا اللہ جانے۔ تو کتنے اخلاص سے نماز پڑھ رہا ہے مگر چونکہ علم صحیح نہیں ہے اس لیے اس کی نماز غیر مقبول ہے بلکہ اُلٹا اس سے مواخذہ ہوگا کہ علماء سے پوچھا کیوں نہیں؟

مسائل اہلِ علم سے پوچھنے چاہئیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○﴾

(سورۃ النحل، آیت:۴۳)

یعنی اہلِ علم سے دین کے مسائل پوچھنے چاہئیں۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا

چاہتا ہوں، جب آپ موٹر خریدتے ہیں تو روڈ کے تمام قانون کیوں معلوم کرتے ہیں؟ یہاں پر سب کو خوب عقل آجاتی ہے۔ کوئی ٹریفک پولیس سے یہ نہیں کہتا کہ صاحب! ہم نئی کار خرید کر لائے ہیں، ہم کو قانون معلوم نہیں ہے لہٰذا لاعلمی کی وجہ سے آپ ہمیں کچھ نہ کہیے۔ وہ کہے گا کہ جب آپ روڈ پر موٹر لائے ہیں تو روڈ کے قوانین کیوں نہیں سیکھے؟ ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو جس وقت جو کام کرنا ہے اس کے بارے میں اللہ کا حکم معلوم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اہلِ علم کو اہلِ ذکر سے تعبیر کرنے کی وجہ

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اس آیت میں اہل ذکر سے مراد علماء دین ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اَهْلَ الذِّكْرِ کیوں نازل فرمایا؟ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ نازل کر دیتے۔ یہ حضرت کی خاص عاشقانہ تعبیر ہے، فرماتے ہیں کہ اہلِ علم کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر اس لیے فرمایا تاکہ مولویوں کو ذرا شرم آئے اور وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ رہیں کہ اللہ نے تو ہمارا نام ہی اہل ذکر رکھا ہے، جب اللہ نے ہمیں اہل ذکر سے تعبیر کیا اور ہمارا نام اہل ذکر رکھ دیا اس کے باوجود ہم ذکر سے غافل رہیں۔ یہ ہیں اللہ کے عاشقوں کے علوم! ؎

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

یہ میرا شعر ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دلوں پر آسمان سے علوم نازل فرماتے ہیں۔ اس لیے خدا کے عاشقوں کے علم میں اور عام علماء کے علم میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

''اللہ'' اسمِ جلالہ کے ایک عاشقانہ معنیٰ

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ مولانا! اللہ کے معنی بتائیں؟ اب مولانا صاحب نے کہا مجھے تو معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مالک ہے، معبود ہے، لیکن اس کے معنی آپ ہی بتائیں۔ حضرت نے فرمایا اللہ کے معنی ہیں من موہن یعنی جو من کو موہ لے، دل کو اپنے اوپر قربان کرلے، اُن کے اوپر ایسا حسن و جمال ہے کہ:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت:۲۹)

اللہ والی محبت قیامت تک کام دے گی، بلکہ جنت میں بھی ساتھ رہے گی، اللہ والی محبت دنیا میں بھی کام آتی ہے اور قیامت میں بھی کام آئے گی۔

اللہ والوں سے دوستی دنیا کے لیے مت کرو

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ والوں سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو دین تو ملتا ہی ہے مگر اُن کی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ برکتیں نازل کردیتا ہے لیکن تم لوگ برکت کے لیے اللہ والوں سے دوستی مت کرو، ان سے اللہ کے لیے دوستی کرو۔ جیسے سمندر کے راستہ اگر حج کرنے جانا ہے تو سمندر کا پانی دیکھنے کی نیت سے حج نہ کرو کیونکہ پانی تو نظر آئے گا ہی لہٰذا پانی کی نیت کیوں کرتے ہو؟ بھائی! جب سمندر میں جہاز چلے گا تو سمندر نظر آئے گا یا نہیں؟ تو خواہ مخواہ سمندر کی نیت کر کے اپنے حج کا ثواب ضائع کر رہے ہو۔ اس لیے اللہ والوں سے دوستی تو اللہ ہی کے لیے کیجیے مگر حضرت تھانوی نے فرمایا کہ تجربہ یہ ہی ہے کہ ان سے دوستی کی برکت سے دین بھی ملتا ہے اور ساتھ ساتھ دنیا بھی ملتی ہے اور چین اور سکون بھی ملتا ہے۔

جو دین پر چلے انہیں دنیا بھی مل گئی

اب دنیا کے سکون کا ایک قصہ بتاتا ہوں۔ الہ آباد میں شیروانی خاندان کی تاج فیکٹری تھی، اس فیکٹری میں مزدوروں کی یونین تھی، آئے دن مزدوروں کے ہنگامے اور گالیاں ملتی تھیں اور یہ لوگ آفس میں تالہ لگا کر اور پولیس کو چاروں طرف رکھ کر بڑی مشکل سے بھاگتے تھے لیکن جب ان لوگوں نے مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، شروع شروع میں ان کے پاس دعا کرانے اور تعویذ لینے کے لیے آتے تھے پھر ان کی محبت میں گرفتار ہوگئے اور حضرت سے باقاعدہ تعلق قائم کرلیا، نمازی ہوگئے اور آہستہ آہستہ بہت ہی دین دار ہوگئے۔ اب تقریباً دس سال ہوگئے ہیں مگر ان کی فیکٹری میں گڑبڑ کا ایک بھی واقعہ نہیں ہوا، حضرت کی کرامت سے مزدوروں کو بھی اللہ نے مسخر کردیا، سکون سے فیکٹری چل رہی ہے۔ بتائیے! ان کی دنیا کا فائدہ ہوا یا نہیں؟ لیکن انہوں نے بھی حضرت کی قدر کی کہ ایک کار ڈرائیور سمیت ہر وقت حضرت کے پاس رکھتے تھے۔ حضرت اس کار میں بیٹھ کر صبح سویرے گنگا جمنا کی سیر کرتے تھے۔ جس سے فیض حاصل ہو اس کی صحت کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔

خدّام دین کو اپنی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ اللہ کرتے ہیں، دین کا کام کرتے ہیں وہ اپنے سر میں تیل مالش کیا کریں ورنہ دماغی کام کرنے کی وجہ سے دماغ میں خشکی بڑھ جائے گی اور اگر تیل کی مالش نہیں کی تو قیامت کے دن اس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ دماغ ہمارا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے لہٰذا قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا کہ سرکاری مشین

کوتم نے خشک کیوں رکھا؟ اس میں گریس کیوں نہیں ڈالی؟ اگر آپ کسی کی موٹر لے کر اسے چلاتے رہو اور اس میں گریس نہ ڈالو موٹر کا مالک کیا کہے گا؟ ایسے ہی ہمارا جسم بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، خصوصاً جو لوگ سرکاری کام کر رہے ہیں یعنی دین کی خدمت، ذکر و تلاوت اور وعظ و تصنیف وغیرہ کر رہے ہیں تو ان کو اپنی صحت کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے، سر میں تیل کی مالش کرنی چاہیے۔ اس وقت میں بھی تیل لگا کر آیا ہوں۔

اہلِ ذکر اور اہلِ نسبت عالم کی شان

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اہلِ ذکر سے مراد اہلِ علم ہیں اور تفسیر روح المعانی نے بھی میرے شیخ کی بات کی تائید کر دی:

((اَلْمُرَادُ بِاَھْلِ الذِّکْرِ عُلَمَآءُ))

(تفسیر روح المعانی، تحت سورۃ النحل)

اللہ تعالیٰ نے علماء کا نام اہل ذکر یعنی ذکر کرنے والے رکھا ہے تو اگر اب بھی ہم لوگ اللہ کو یاد نہ کریں تو یہ انتہائی نالائقی کی بات ہوگی کیونکہ ہمارا تو نام ہی اہل ذکر ہے، اس لیے ہم پر ذکر کا غلبہ ہونا چاہیے۔ ذکر کی برکت سے علم میں بھی برکت ہوتی ہے، نسبت مع اللہ حاصل ہونے کے بعد علم کی جو کیفیت ہوتی ہے اس پر میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کا یہ شعر پڑھ کر ایک گھنٹہ تقریر کی۔

خم کہ از دریا درو راہے شود
پیشِ او جیحونہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے تعلق ہو جائے اس کے سامنے بڑے بڑے دریا اپنے زانو طے کر کے شاگرد بن جاتے ہیں، بظاہر مٹکے میں دس کلو پانی ہے مگر بڑے بڑے دریا گنگا و جمنا، سیحوں و جیحوں، دجلہ و فرات اس کے شاگرد ہو جائیں گے کیونکہ وہ

مٹکا خفیہ راستہ کے ذریعہ سمندر سے ملا ہوا ہے اور سمندر کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا جبکہ دریا خشک ہوجاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ان کی تمام صفات کا اس بندہ پر ظہور ہوتا ہے جو ذاکر ہوتا ہے، اہل اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو اللہ کے نامِ پاک عَلِیۡمٌ کی برکت سے اس بندہ کا قطرۂ علم اللہ تعالیٰ کی غیر محدود صفتِ عَلِیۡمٌ سے وابستہ ہوجاتا ہے جس کو مولانا رومی بھی مانگتے ہیں ؎

قطرۂ دانش کہ بخشیدی زپیش

متصل گرداں بہ دریا ہائے خویش

اے خدا! آپ نے جو مجھ کو علم کا قطرہ عطا فرمایا ہے اس کو اپنے غیر محدود علم سے متصل کردیجیے۔ جوائنٹ کردیجئے، ملادیجئے جگا جگ کردیجئے۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ عصر کے بعد ایک شخص اخلاص سے نفل پڑھ رہا ہے لیکن چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لہٰذا اس کی ساری محنت بے کار گئی، اخلاص بھی بے کار گیا، کچھ قبول نہیں ہوا، اخلاص بھی جب قبول ہے جب صدق ہو یعنی سنت کے مطابق ہو۔تو کبھی تو علم ہی نہیں ہوتا جیسے اس کو علم نہیں تھا کہ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں اور کبھی کسی چیز کا علم تو ہوتا ہے مثلاً بدنظری حرام ہے لیکن جب کوئی نمکین شکل سامنے آتی ہے تو اچھے اچھے صوفیوں کی تسبیح کے دانے ٹوٹ جاتے ہیں، بعض تو تسبیح جیب میں رکھ لیتے ہیں تاکہ تسبیح بدنام نہ ہو، اپنی بدنامی کے لیے تو تیار ہوگئے مگر تسبیح نہ بدنام ہو۔ خیر! یہ بھی غنیمت ہے کہ تسبیح کو بدنام نہیں ہونے دیا اور بعض تو کالا چشمہ لگاتے ہیں تاکہ آس پاس والوں کو پتہ نہ چلے کہ کس طرف دیکھ رہا ہے، اس کو کہتے ہیں ٹارگٹ بنانا، اِدھر سے اُدھر سے نشانے مار رہا ہے مگر اس وقت بھول جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔

گناہ کی ایک علامت

مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

دنیا والوں سے چھپا کر گناہ کرتے ہو، گناہ کرنے والا اس وقت دیکھتا ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے، یہ گناہ کی علامت میں سے ہے۔ حدیث میں ہے:

((كَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب، باب تفسير البر والاثم)

یعنی گناہ وہ ہے کہ تم اسے کرتے وقت ڈرو کہ تمہیں کوئی دیکھ نہ لے۔ تو ان عاجزوں سے تو تم اپنے گناہ کو چھپا رہے ہو مگر قادرِ مطلق تمہیں دیکھ رہا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی گندے کام کو لومڑیوں سے چھپا رہا ہو اور شیر کا خوف نہ ہو۔ اللہ سے تو چھپا نہیں سکتے اور عاجزوں سے ڈر کر چھپا رہے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ جب اللہ رُسوا کرنا چاہے گا تو دروازوں کے اندر رُسوا کر دے گا۔

علی گڑھ کی ایک بستی میں ایک بہت ہی معزز خاندان کے زمیندار تھے، لاکھوں روپے کا کاروبار تھا اور بڑی عزت تھی لیکن ایک ہندو عورت کے ساتھ زِنا میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ کو جب رُسوا کرنا ہوتا ہے تو گھر میں رُسوا کر دیتا ہے۔ اب ان کے گھر کے باہر چاروں طرف بڑا مجمع لگ گیا اور لوگ پتھر مارنے لگے کہ نکلو میاں صاحب! میری ہندو بیٹی کو بے دھڑک ذلیل کر رہے ہو اور اس کی عزت لوٹ رہے ہو۔ پھر وہ صاحب مارے شرم کے تین سال تک گھر سے نہیں نکلے۔ لہٰذا مخلوق سے چھپانے سے کچھ نہیں ہوتا، جب خدا رُسوا کرنا چاہتا ہے تو گھر میں رُسوا کر دیتا ہے۔

چوں خدا خواہد پردہ کسے درد

جب اللہ کسی کا پردہ پھاڑتا ہے تو مخلوق سے چھپانے سے بھی رُسوائی ہوجاتی ہے۔ تو میرا شعر ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

اللہ تعالیٰ کو ایک لمحہ بھی ناراض نہ کرنا شرافت بندگی ہے

بس اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو، ماضی کے تمام گناہوں سے توبہ کرلو، یہ رمضان کا مہینہ ہے، آپ سب لوگوں میں اختر بھی شامل ہے لہٰذا ارادہ کرلو کہ ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہیں کریں گے اور ہر سانس اپنے اللہ پر ان کی مرضی کے مطابق فدا کریں گے، جس بات سے خدا خوش ہوں گے اس بات پر ہم جمے رہیں گے اور جس بات سے اللہ ناراض و ناخوش ہوں گے اس کے قریب بھی نہیں جائیں گے، اسی کا نام ایمان، اسی کا نام اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اسی کا نام شرافتِ بندگی ہے۔

وہ بندہ بہت لائق ہے جو ہر وقت اپنے اللہ کو خوش کرنے کی فکر اور ناراضگی سے بچنے کی فکر رکھتا ہے اور وہ بندہ انتہائی نالائق ہے جو جانتا سب کچھ ہے مگر بے فکری سے پاگلوں کی طرح نفس میں حرام لذتوں کو درآمد کرتا ہے، جس وقت وہ کسی حسین کو دیکھتا ہے چاہے عورت ہو یا اَمرد اُس وقت اس کے چہرہ پر بے شمار لعنتیں برستی ہیں، اتنے شیاطین اس کی آنکھوں میں نظر آتے ہیں کہ اگر وہ شخص جس کو دیکھا جارہا ہے متقی ہے تو وہ خود محسوس کرلے گا کہ یہ شخص اس وقت انتہائی خبیث نظر آرہا ہے۔ جو بندہ جس وقت اللہ کو ناراض کرتا ہے خصوصاً جو سالک بھی ہے، کسی سے بیعت بھی ہے، خانقاہوں میں زندگی گذارتا ہے اور

ڈاڑھی بھی ہے، علماء ونیک بندوں کی شکل میں بھی ہے، شکل ہو بایزید بسطامی کی اور کام کرے ننگِ یزید، نام ہو عبدالرحمٰن اور کرے کارِ شیطان ؎

کارِ شیطانی می کنی نامش ولی
گر ولی ایں انست لعنت بر ولی

گناہوں سے بچنے کے لیے دو مراقبے

شیطانی کام کرتے ہو اور نام ولی رکھا ہے۔ بس دوستو! اس لیے کہتا ہوں کہ روزانہ دو تین منٹ کا ایک مراقبہ بھی کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے، ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا، اس سے ایسا یقین و ایمان عطا ہوگا کہ جہاں جائیں گے ہر وقت آپ کو نظر آئے گا کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ یہ مراقبہ تعلیمِ قرآن ہے، اس کو محض تصوف کا نکتہ نہ سمجھئے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۝﴾

(سورۃ العلق، آیت:۱۴)

کیا بندہ نہیں جانتا کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ بتائیے! اللہ نے یہ آیت کیوں نازل فرمائی؟ کیا یہ خالی جملۂ خبریہ ہے؟ کیا اس میں جملۂ انشائیہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ہمارے بندے ہر وقت یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ جس طرح آپ روزانہ گھڑی کو ایک آدھ منٹ چابی دیتے ہیں تو وہ چوبیس گھنٹے چلتی ہے اسی طرح صبح شام ایک دو منٹ کا یہ مراقبہ آپ کو چوبیس گھنٹے باخدا رکھے گا، آپ کا دل اللہ سے ملا رہے گا۔

دوسرا مراقبہ یہ ہے کہ یہ سوچو کہ موت کا فرشتہ روح قبض کر رہا ہے، اس شخص پر موت کی غشی طاری ہے، اسے آکسیجن دی جا رہی ہے اور دنیا کے

سارے حسین سامنے ہیں مگر اب وہ کسی کو دیکھ نہیں سکتا حالانکہ ابھی اس میں جان ہے، ابھی وہ زندہ ہے لیکن زندہ ہوتے ہوئے بھی کسی کو دیکھ نہیں سکتا تو اس وقت جیسے مجبوراً نہیں دیکھ سکتے ہو تو آج اختیار سے نہ دیکھو تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں، مجبوری پر کوئی اجر نہیں ہے، اختیار سے کام کرنے پر اجر ہے۔ اکبر نے کیا عمدہ شعر کہا تھا ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہے گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

یہ دو مراقبے ہو گئے۔ پہلا مراقبہ یہ کہ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اللہ ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور:

﴿وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ﴾

(سورۂ اٰل عمران، آیت:۱۵)

اللہ ہر وقت اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ دوسرا مراقبہ موت کا ہے کہ ایک دن ہوگا جب کان سننے سے محروم ہو جائیں گے۔ بعض طالبین کہتے ہیں کہ ہمیں گانا سننے کا بہت شوق ہے۔ سوچو کہ گانا سننے والے کان اس وقت کام نہیں آئیں گے جب موت کا فرشتہ آجائے گا اور آنکھوں کو سیل کردے گا، آنکھیں ہوں گی مگر دیکھ نہ سکے گا۔ آج ہم جن چیزوں سے دل کو بہلا رہے ہیں اس وقت وہ کچھ کام نہ آئیں گی۔ بیٹے، پوتے، نواسے کوئی کام نہ آئے گا۔ میرا بھی بیٹا ہے، میرے بھی پوتے ہیں، ان کو دیکھ کر واقعی دل خوش ہوتا ہے، ان سے محبت تو کرو لیکن اللہ کی محبت کو اُن کی محبت پر غالب رکھو، ایسا نہ ہو کہ بیٹے اور پوتوں کی محبت میں ہم اپنے مالک کو بھول جائیں کیونکہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بیٹا اور پوتا سامنے ہوں گے لیکن ہم ان کو دیکھ نہ سکیں گے۔

مرنے سے پہلے دل کا چراغ روشن کرلو

زندگی کا چراغ ایک دن بجھنے والا ہے لہٰذا ایک چراغ اپنے اندر جلا لیجیے جیسے آج کل ایسی ٹیوب لائٹیں آرہی ہیں کہ بجلی فیل ہوئی تو خود بخود جل جاتی ہیں۔ جنریٹر کو پہلے جا کر خود آن کرنا پڑتا تھا اب اس کو ایسا بنوا دیا ہے کہ بجلی فیل ہوئی تو خود بخود چل جاتا ہے اور جب بجلی آئی تو خود بخود بند ہو جاتا ہے، پیسہ تو لگتا ہے لیکن آرام بھی ملتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کی محبت کا ایسا چراغ دل میں جلا لو کہ جب موت کا فرشتہ گردن دبائے اور زندگی کا چراغ بجھ جائے، کچھ نظر نہ آئے، نہ کان سن سکے، نہ آنکھ دیکھ سکے تو اس وقت اندر کا چراغ جل جائے۔

بلا وجہ ذکر میں کمی کرنا نفاق عملی ہے

اب یہ اندر کا چراغ کیسے جلے گا؟ اس بات کو اہل اللہ سے، اللہ والوں سے سیکھو، اپنے اللہ کو زمین پر خوب یاد کرلو تو زمین کے نیچے اللہ تعالیٰ اس کو یاد رکھیں گے۔ زمین کے اوپر جب تک ہم لوگ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرلو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کتنا یاد کرنے کو فرمایا ہے؟ منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا۝﴾

(سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۲)

منافقین اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ تو اللہ کو کم یاد کرنے سے خطرہ ہے کہ کہیں منافقین کے رجسٹر میں ہمارا نام درج نہ ہو جائے۔ یہ آیت منافقین کے لیے نازل ہوئی کہ منافق لوگ مجھے بہت کم یاد کرتے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہیں اندیشہ ہے کہ وہ منافقین کے رجسٹر میں درج ہو جائیں یعنی نفاقِ اعتقادی میں تو شمار

نہیں ہوگا لیکن خطرہ ہے کہ کہیں نفاقِ عملی میں شمار نہ ہوجائے۔

یَا اللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ الخ اسماء پڑھنے کے فوائد

لہٰذا دوستو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو، چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرو، سواری پر کہیں جارہے ہو تو یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ پڑھتے ہوئے جاؤ، چلتے پھرتے یَا صَمَدُ، یَا عَزِیْزُ، یَا مُغْنِیُ، یَا نَاصِرُ پڑھ لیا پھر یَا حَلِیْمُ، یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ پڑھ لیا۔ پہلے تینوں نام سے دنیا کی ہر مشکل حل ہوجائے گی۔ اللہ رَحْمٰنُ ہے، رَحِیْمُ ہے اس کی شانِ رحمت جس کے ساتھ ہوگی اس کو کوئی مشکل اور پریشانی نہیں آئے گی ان شاء اللہ۔ یَا صَمَدُ پڑھنے کی برکت سے بندہ مخلوق سے بے نیاز رہے گا یعنی کسی کا محتاج نہیں ہوگا، ان شاء اللہ مرتے دم تک فالج لقوہ جیسی بیماریوں سے محفوظ رہے گا جن سے بندہ دوسرے بندہ کا محتاج ہوجاتا ہے، بیوی کا محتاج ہوجاتا ہے کہ بیوی بغل میں لے کر لیٹرین لے چلو۔ تو اس نیت سے پڑھو کہ اے اللہ! تو صمد ہے، سارے عالم سے بے نیاز ہے، مجھ کو تو اپنا ہی محتاج رکھ، مخلوق کا محتاج نہ فرما۔ یَا عَزِیْزُ اور یَا نَاصِرُ سے اس کے دُشمن مغلوب رہیں گے، یَا مُغْنِیُ سے مالدار رہے گا۔ یَا حَلِیْمُ سے عذاب رُک جائے گا اور یَا کَرِیْمُ سے نالائقی کے باوجود اللہ کی مہربانی مل جائے گی۔ کریم کے معنی ہیں جو نالائقوں پر مہربانی کردے اور یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ سے ان شاء اللہ مغفرت ہوجائے گی۔

حضرت والا کے اشکِ رواں کا مقام

آج ایک وظیفہ اور ایک دعا بتاتا ہوں، دونوں بخاری شریف سے ثابت ہیں۔ لیکن پہلے ایک بات بتا دیتا ہوں کہ مجھ کو ز کام نہیں ہے، میری ناک

سے جو پانی بہتا ہے اصل میں یہ آنکھ کا پانی ہے جو ناک کے راستہ نکلتا ہے۔ بمبئی میں جب میں نے تقریر کی اور بار بار آنکھ سے اور ناک سے پانی بہنے لگا تو دوسرے دن ایک صاحب زکام کی دوا لے آئے تو میں نے دوسرے دن اعلان کیا کہ خدا کے لیے مجھ کو زکام کی دوا مت دو، مجھے زکام نہیں ہے، بیان کے وقت دل بھر آتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور آنکھ کے آنسو ناک سے بہنے لگتے ہیں کیونکہ آنکھ اور ناک کے راستے ملے ہوئے ہیں لہٰذا آپ اسے نزلہ زکام نہ سمجھئے۔ جو آنسو اللہ کے لیے نکلتے ہیں وہ بہت قیمتی ہوتے ہیں، ان آنسوؤں میں اللہ کی تجلیات ہوتی ہیں۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ کسی وجہ سے رو پڑے تو اُس کے آنسوؤں سے اس کے سب دوست احباب کا ایمان ہرا بھرا ہو جاتا ہے، یہ وہ پانی ہے جس سے اس کے تمام مریدین و شاگرد اور دوست احباب کا ایمان ہرا بھرا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے لیے جو آنسو نکلتا ہے اُس آنسو میں اللہ کی تجلیات ہوتی ہیں۔ بہت عمدہ شعر یاد آیا، شاعر کہتا ہے ؎

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
اُن کی جھلک بھی تھی میری چشمِ پُرآب میں

یعنی میری نظر سے کوئی بوڑھا اور جوان نظر نہیں ملا سکتا تھا، جب میری آنکھیں پُرآب ہو جاتی ہیں یعنی جب ان میں اللہ کی محبت کے آنسو بھر جاتے ہیں تو کسی بوڑھے اور جوان کو میری نظر سے نظر ملانے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ میرے ان آنسوؤں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہرگز ناراض مت کرو

تو پہلے گناہ چھوڑنے کا وظیفہ بتاتا ہوں اور بعد میں دعا بتاؤں گا۔

سلوک میں سب سے پہلا کام ترکِ معصیت ہے جیسے کوئی کتنا ہی قیمتی موتی کا خمیرہ کھائے اور سوپ پئے لیکن اگر زہر کھانا نہیں چھوڑے گا تو طاقت ور بنے گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کو ولایت عطا نہیں فرماتے جو اصرار کے ساتھ گناہ کرتا رہتا ہے لہٰذا ترکِ معصیت کی بہت زیادہ فکر کرو۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم جان دے دیں اور گناہ نہ کریں؟ اس میں کیا مشکل ہے؟ میں آپ حضرات سے ایک سوال کرتا ہوں کہ گناہ کے شدید تقاضے ہو رہے ہیں تو ان شدید تقاضوں کا کیا نتیجہ ہوگا، اگر گناہ نہیں کریں گے تو زیادہ سے زیادہ جان نکل جائے گی، کیا آپ اس کے لیے تیار نہیں ہیں، ہم سب لوگ اس کے لیے تیار ہو جائیں کہ جان دے دیں گے مگر اللہ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اس پر میرا شعر سن لیجیے ؎

جان دے دی میں نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

کچھ نہ سوچو کہ گناہ چھوڑنے سے کیا ہوگا، اگر موت بھی آتی ہے تو شہادت کا درجہ ملے گا لیکن ان شاء اللہ موت نہیں آئے گی بلکہ جان میں سینکڑوں جانیں آجائیں گی ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکا لیتے ہیں ان کو ہر وقت سینکڑوں جانیں عطا ہوتی رہتی ہیں ؎

بے کیفی میں بھی ہم نے تو اک کیف مسلسل دیکھا ہے
جس حال میں وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے

چونکہ تسلیم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو ہر وقت ایک نئی جان عطا کرتے ہیں اس لیے اس کی بے کیفی کیفِ مکیف ہو جاتی ہے، لذتِ تسلیم سے بے کیفی

بھی مکیف ہوجاتی ہے اور عربی میں مکیف ایئرکنڈیشنز کو کہتے ہیں کہ بھائی! آپ کا غرفہ مکیف ہے یا نہیں؟ اگر اللہ کی مرضی کے سامنے سر جھکا یا جائے اور ان کو ناراض نہ کیا جائے تو خدا زندگی کی ہر سانس مکیف کر دیتا ہے۔لہٰذا دل پر گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھا لیجیے۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر ایک خاص حق

کیا ہم پر اللہ کا یہ حق نہیں ہے کہ ہم ان کی راہ میں غم اُٹھائیں اور ان کو ناراض نہ کریں اور نفس کے برے تقاضوں پر عمل نہ کرنے کی تکلیف کو برداشت کریں۔آپ حضرات سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق نہیں ہے کہ ہم گناہوں کے تقاضوں کو برداشت کرلیں، ان کے راستہ کے غم کو برداشت کرلیں اور ان کو ناراض نہ کریں۔ بتایئے! ہم پر اللہ کا یہ حق ہے یا نہیں؟ لہٰذا آپ لوگ رمضان کے اس مبارک مہینہ میں ارادہ کر لیجیے خصوصاً سالکین حضرات کہ ہم گناہوں کے تقاضوں کو برداشت کریں گےلیکن اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے ان شاء اللہ! پھر اس کا کیا انعام ملے گا؟ اب اس کا انعام بھی سن لیجیے۔

اللہ تعالیٰ کا پیار کس کو نصیب ہوتا ہے؟

اس کا انعام ترتیب وار سنیے۔نمبر ایک قلب پر فوراً اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوگی، اللہ تعالیٰ ایسے دل کو پیار کرتا ہے جو گناہوں سے بچنے کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے۔جیسے ایک بچہ کو پیچش لگی ہوئی ہے اور گھر میں اس کے سب بھائی مزے لے لے کر چٹ پٹا کباب کھا رہے ہیں مگر ماں نے اس بچہ سے کہا کہ خبردار! اگر تم کباب کھاؤ گے تو تمہاری بیماری بڑھ جائے گی، اب بچہ نے رونا شروع کردیا کہ ہائے سب بھائی تو کباب اُڑا رہے ہیں اور ماں مجھے منع کر رہی

ہے تو ماں بچہ کو گود میں اُٹھا لیتی ہے، اُس کے آنسو کو اپنے دامن سے پونچھتی ہے اور اس کو پیار بھی کرتی ہے، کہتی ہے بیٹا! گھبراؤ مت، جب تم اچھے ہو جاؤ گے تو ہم خود تم کو کباب کھلائیں گے۔ مگر ماں کا پیار ان بچوں کو نہیں ملتا جو تندرست ہیں اور کباب کھا رہے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم گناہوں کو چھوڑیں گے اور دل پر غم آئے گا اور ہمارے آنسو نکل آئیں گے اور دل غمگین ہو کر روئے گا کہ ہائے کاش! شریعت کا یہ حکم نہ ہوتا تو ہم بھی حرام مزے لیتے لیکن ان شاء اللہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا پیار ایسے قلب کو ملتا ہے، اس کا نام ہے حلاوتِ ایمانی۔ حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس کیا چیز ہے؟ حلاوتِ ایمانی اللہ کا پیار ہے۔ اس بندہ کے قلب پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، سالک کا قلب اس کو محسوس کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہ چھوڑنے کی برکت سے میرے قلب میں بہارِ جنت عطا کی ہے، دل مست ہو جاتا ہے، ان کی عنایت کا احساس کرتا ہے، اللہ کا پیار محسوس کرتا ہے۔ حلاوتِ ایمانی پر میں نے بمبئی میں فارسی کا ایک شعر کہا تھا، اس شعر میں حلاوتِ ایمانی کی تعبیر دیکھیں، میری تعبیر بھی رومانٹک ہے، عاشقانہ ہے ؎

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید

جب حسینوں سے نظر کی حفاظت کی، ان کو دیکھنے سے آنکھ کو بچایا جس سے دل پر غم آیا تو اللہ نے اس دل کا پیار و بوسہ لے لیا جیسے ماں اس بچہ کو پیار کرتی ہے جو بیماری کی وجہ سے کباب نہیں کھا سکتا۔ بتایئے! اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں یا نہیں؟ کوئی اللہ کو دیکھ سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے ہونٹ نظر تو نہیں آتے مگر ان کی رحمت کے نزول کو قلب و روح محسوس کر لیتے ہیں، دل ان کا پیار محسوس کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندہ کے دل کو پیار کرتے ہیں کہ سارے بندے گناہوں سے خوب عیش کر رہے ہیں مگر میرے یہ بندے ڈاڑھی رکھے ہوئے ہیں اور اللہ اللہ کر رہے ہیں حالانکہ یہ بھی گناہوں کے مزے اڑانا جانتے ہیں مگر

اپنے مالک کوخوش کرنے کے لیے گناہ نہیں کرتے ،تو اللہ تعالیٰ ایسے دل کوخوشی دے گا آپ سوچئے جواپنی خوشی کو اللہ کوخوش کرنے کے لیے قربان کردے، یہ اللہ کے ذمہ ہے کہ ایسے دل کو دائمی اور سرمدی خوشی عطا کردے۔اس لیے اللہ کے اس پیار کی تعبیر میرے اس فارسی شعر سے سمجھو گے ؎

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذت کشید

یعنی جب اللہ تعالیٰ میرے دل کو پیار کرتے ہیں تو میں بتا نہیں سکتا کہ اللہ کے اس پیار سے روح کو کیا لذت ملتی ہے۔ جب انسان گناہ چھوڑنے کے لیے تکلیف اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے غمزدہ اور حسرت کے مارے دل پر بے شمار بوسے اور رحمتیں نازل کرتے ہیں اور دل محسوس کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا۔

شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی نسبت عالیہ

شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا ہو، جب میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے قدموں میں ہمارا سر رکھا ہوا ہے اور اللہ نے ہمیں پیار کرلیا ہو۔مگر اللہ کا یہ پیار دل میں محسوس ہوتا ہے، اگر کہیں یہ پیار ظاہر ہوجاتا تو دنیا میں غیب کا پرچہ آؤٹ ہوجاتا یعنی عالمِ غیب عالمِ غیب نہ رہتا اور عالمِ شہادت عالمِ شہادت نہ رہتا، یؤمنون بالغیب کا نظام ختم ہوجاتا۔اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو اپنا پیار ان کے دل میں چھپا کردیتے ہیں تاکہ کافر نہ دیکھنے پائیں اور ان کا عالمِ غیب کا پرچہ امتحان گاہ میں امتحان بن کر ہی رہے، عالمِ شہادت نہ ہوجائے ورنہ

پرچہ آؤٹ ہوجانے کے بعد تو امتحان ہی ختم ہوجاتا ہے۔ اگر حکومت کو معلوم ہوجائے کہ اس سال بی اے B.A والوں کا پرچہ آؤٹ ہوگیا تو وہ اس پرچے کو ختم کرکے نیا پرچہ تیار کرتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو جو کچھ دیتے ہیں ان کے دل میں دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ والوں کو نہیں پہچانتے کیونکہ یہ قلبی چیز ہوتی ہے، دل کی دولت کو کون جان سکتا ہے، ایک ولی بھی دوسرے ولی کے مقام کو نہیں سمجھ سکتا۔

’’ولی راولی می شناسد‘‘ کے صحیح معنیٰ

حکیم الامت فرماتے ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ ؎

ولی را ولی می شناسد

یعنی ولی کو ولی پہچانتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ ولی کو ولی بھی نہیں پہچان سکتا ہے، مثال کے طور پر ایک ولی پر چشتیت غالب ہے، دوسرے پر نقشبندیت غالب ہے، ایک کا مزاج شرابِ کافوری ہے، اور ایک کا مزاج شرابِ زنجبیلی ہے تو دونوں کا ذوق الگ الگ ہے لہٰذا وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکتے۔ تو حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کو پیغمبر تو پہچان سکتا ہے کہ میری اُمت میں کون کون سے اور کیسے کیسے درجہ کے اولیاء اللہ ہیں؟ لیکن ایک ولی دوسرے ولی کو نہیں پہچان سکتا کہ یہ کس درجہ کا ولی ہے؟ گو اجمالی طور پر اتنا تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ بھی اللہ کا ولی ہے البتہ اس کے قلب کی کیفیت کا ادراک کسی کو نہیں ہوسکتا کہ اس کے دل کو اللہ کے قرب کا کیسا تعلق حاصل ہے۔

ارتکابِ گناہ سے انوارِ ذکر کے تباہ ہونے کی مثال

تو دوستو! میں عرض کررہا تھا کہ سب سے پہلے گناہ چھوڑنے کا نسخہ اختیار کرلیں کیونکہ ساری تقریر سننے کے بعد بھی اگر کسی نے بدنظری نہیں چھوڑی

اور گناہوں سے توبہ نہیں کی تو اس کا یہاں آنا سولہ آنے نہیں بنے گا، جو ڈاڑھی رکھنے کے باوجود معصیت میں ملوث ہو اس کے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، گناہوں کی نحوست سے اس کے دل کا سارا نور تباہ ہو جائے گا۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گناہ سے دل کا نور تباہ ہونے کے بارے میں ایک عجیب مثال بیان فرمائی کہ جو لوگ تہجد پڑھتے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، تقریریں کرتے ہیں، ملفوظات نوٹ کرتے ہیں، تصنیف و تالیف کرتے ہیں، خانقاہوں میں جاتے ہیں لیکن گناہِ کبیرہ مثلاً بدنظری کر لیتے ہیں یا وہ بدفعلی کر لیتے ہیں جو بدنظری کی آخری منزل ہے تو میرے مرشد اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا عمدہ مثال دی، فرمایا کہ ایک درخت دس فٹ کا ہے، بہت ہی شاندار اور ہرا بھرا ہے، اس کے ہر پتّہ میں ہریالی ہے، دل چاہتا ہے کہ اس کو دل بھر کر دیکھیں لیکن اُس کے نیچے سردی میں دس بیس آدمیوں نے کئی کلو لکڑی لا کر آگ جلا دی، تو اس درخت کے پتوں کا کیا حال ہوگا؟ اب اگر کوئی اسے سال بھر تک بھی کھاد پانی دیتا رہے تو بھی وہ ہرا پن نہیں آئے گا۔ تو حضرت فرماتے تھے کہ جو شخص گناہ سے نہیں بچتا، کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے، اس کے دل کے ایمان و ذکر کے انوار کے سارے گلستان و باغات اسی طرح جل جاتے ہیں اور سالہا سال وہ کیفیت واپس نہیں آتی کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی کیا ایسی معمولی بات ہے کہ جب چاہو اللہ میاں کو ناراض کر لو۔

گناہ کرنے سے شرم و حیا کی نعمت چھن جاتی ہے

بس بہت ہی غیر شریف اور بہت ہی نالائق انسان ہے وہ جس میں شرافت و حیا کا مادّہ نہیں ہے، جو گناہ کرتے کرتے بے حیا ہو جاتا ہے۔ حیا و

غیرت کی نعمت ختم ہوجاتی ہے۔اس لیے جہاں توبہ کیجیے تو اللہ تعالیٰ سے حیا بھی مانگ لیجیے کہ اے خدا! میرے گناہ بھی معاف کردیجیے اور گناہوں سے جو نقصان پہنچا ہے فقدانِ حیا جاتی رہی ہے، دل میں بے شرمی آ گئی ہے تو مجھے اپنے خزانہ سے شرم وحیا بھی دے دیجیے۔

میں نے انڈیا میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہت سے خاندانی ہندو کسی عورت پر نظر نہیں ڈالتے تھے، آخرت کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ حیا کی وجہ سے کیونکہ ہندو کا آخرت پر ایمان نہیں ہے لیکن اس کو خاندانی حیا وشرم ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے گناہ کرتے کرتے حیا وشرم میں بھی آگ لگ جاتی ہے، انسان بے غیرت، بے حیا ہوجاتا ہے لیکن اس مثال کو خوب ذہن نشین کرلیجیے کہ جس طرح کسی ہرے بھرے درخت، ہرے بھرے پودے کے پاس آگ جلانے سے نقصان ہوتا ہے اسی طرح شیطان گناہ کرواکر آپ کے دل کے نسبت مع اللہ، ذکر اللہ کے انوار اور آپ کی عبادت کی ساری محنتیں ایسی ضائع کردیتا ہے کہ پھر سال بھر تک وہ مقام ملنا مشکل ہوجاتا ہے۔

مومن کی سب سے منحوس گھڑی

اس لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیے اور ہم بھی پناہ چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گذرے اور ہر سانس آپ پر فدا ہو، پھر ہماری ہر سانس بادشاہوں سے بڑھ کر ہے۔ جو سانس اللہ کی خوشی میں گذرے اس سانس کی قیمت سلطنت سے زیادہ ہے یا نہیں؟ اور جو انسان اللہ کی ناراضگی میں زندگی گذارے اس سے بدترین انسان کوئی نہیں ہے، سؤر اور کتے بھی اس انسان سے افضل ہیں کیونکہ سؤر اور کتے شریعت کے مکلف نہیں

ہیں اس لیے کہ ان کے پاس عقل نہیں ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کی سب سے منحوس، لعنتی اور خبیث گھڑی وہ ہے جس وقت وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے۔ مولانا رومی کیا عمدہ شعر فرماتے ہیں ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

چمگادڑ اندھیروں میں الٹی لٹکنے کی عادی ہے، بنگلہ زبان میں چمگادڑ کو بادُر کہتے ہیں، ہے تو بادُر مگر بہادر نہیں ہے کیونکہ سورج سے بھاگ کر اندھیروں میں اُلٹی لٹکتی ہے اور جس منہ سے کھاتی ہے اُسی منہ سے پاخانہ کرتی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس کو اندھیروں میں الٹا لٹکنے کا یہ عذاب کیوں ملا؟ کیونکہ سورج سے اس کو دشمنی ہے۔ سورج کی دُشمنی سے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ عذاب نازل کیا کہ اندھیروں میں الٹی لٹکی ہوئی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ سورج سے بغاوت کے باوجود سورج ہی اس کو غذا دیتا ہے یعنی سورج کی گرمی سے کیڑے بدحواس ہوکر اندھیروں میں جاتے ہیں جہاں چمگادڑ اُلٹی لٹکی رہتی ہے اور جلدی سے اس کیڑے کو کھالیتی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ سورج کا کرم دیکھیں کہ اپنے دُشمنوں کو بھی غذا دے رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اسی طرح بعض لوگ اللہ والوں کے دُشمن ہوتے ہیں، ان کی عقل پر بھی یہی عذاب ہوتا ہے کیونکہ اللہ والے معنوی ہدایت کے سورج ہیں، جو ان سے دُشمنی یا نفرت کرتا ہے یا ان کو حقیر سمجھتا ہے تو اس کی عقل پر بھی ایسا ہی عذاب آتا ہے، وہ گناہوں کے اندھیروں میں اُلٹا لٹکا رہتا ہے، غیبت کرتا ہے، بدنظری کرتا ہے مگر پھر بھی کہتا ہے کہ ہم کو اللہ والوں کی کیا ضرورت ہے، ہمارے پاس کتابیں ہیں، میں تو بخاری شریف پڑھاتا ہوں، مجھے کسی کی جوتیاں سیدھی کرنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا اہل اللہ کی حقارت کی نحوست سے اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔

پرایا مال دیکھ کر دل کو تڑپانا بے وقوفی ہے

یہ مثال یاد رکھنا بلکہ نوٹ کر لینا کہ ہرے بھرے درخت کے پاس آگ لگانے سے اس کو جتنا نقصان پہنچتا ہے گناہِ کبیرہ اور بدنظری وغیرہ سے بھی انسان کو اتنا ہی نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسی ہمت نصیب کر دے کہ ایک بھی بدنظری نہ ہو، کتنی ہی حسین سے حسین شکل ہو، چاہے جان بھی چلی جائے مگر اس کو مت دیکھو۔ کیا دیکھنے سے کچھ پا جاؤ گے؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ یہ عجیب گناہ ہے، دیکھ کر دل کو تڑپانا اور کچھ نہ پانا، نہ دینا نہ لینا اور دل تڑپانا۔ جیسے اپنے ہاں دال روٹی پکی ہے اور پڑوسی کے ہاں کباب تلا جا رہا ہے، اب اُس کی خوشبو سونگھ کر تڑپ رہا ہے۔ ارے ظالم! تڑپتا کیوں ہے ناک بند کر لے، دروازہ بند کر لے، دوسرے کے مال پر کیوں تڑپتا ہے۔

کسی کی بہو، بیٹی کو دیکھنے سے گالیاں ملتی ہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ریل میں سفر کر رہا تھا، ریل اسٹیشن پر رُکی، اتنے میں برابر والی پٹڑی پر دوسری ریل آ کر رُکی۔ اس میں نئی شادی شدہ سکھ میاں بیوی کا جوڑا بیٹھا تھا، میرے سامنے ایک جوان بیٹھا ہوا تھا، وہ بہت نالائق تھا، بدنظری کا مریض تھا، وہ بار بار اس سکھ کی بیوی کو دیکھ رہا تھا تو سکھ نے اسے گالی دے کر کہا کہ جتنا دیکھنا ہے دیکھ لے مگر یہ رات کو سوئے گی میرے ہی پاس۔ جو دوسرے کی ماں، بہن، بہو، بیٹیوں کو دیکھتا ہے وہ اسی طرح گالیاں کھاتا اور رُسوا ہوتا ہے۔

خواہشِ نفسانی کا علاجِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں کہ ایک نوجوان نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے شہوت کی خواہش بہت ہے، مجھے زِنا کی اجازت دے دیجیے۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا نہیں بلکہ فرمایا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا کہ جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری ماں سے کوئی زِنا کرنے کی درخواست کرے تو تم کیا کرو گے؟ تو صحابی نے کہا کہ مجھے غیرت آئے گی اور میں اُس کو تلوار سے قتل کردوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہاری پھوپھی زندہ ہے، خالہ زندہ ہے، بیٹی زندہ ہے، بہن زندہ ہے، اگر ان سے کوئی زِنا کرنا چاہے تو تم کیا کرو گے؟ سب پر اس نے کہا کہ میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جس سے زِنا کرے گا وہ بھی تو کسی کی ماں، کسی کی بیٹی، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ))

(مسند احمد)

اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف کردے اور اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ فرما۔ صحابی کہتے ہیں کہ پھر مجھے زندگی بھر زِنا کا وسوسہ تک نہیں آیا۔

اہل اللہ سے تعلق گناہوں سے محفوظ رہنے کا واحد ذریعہ ہے

لیکن اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہاتھ کیسے ملے گا؟ اب وہ ہاتھ تو نہیں ملے گا لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ آج بھی جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، دوسروں کی بنسبت گناہوں سے کافی محفوظ ہیں اور بعض تو بالکل ہی محفوظ ہوگئے، بعض ایسے بندے ہیں جو ایک نظر بھی خراب نہیں کرتے۔ مولانا

ابرارالحق صاحب نے ایک دن فرمایا کہ بعض عالم ایسے گذرے ہیں جن سے ایک گناہ بھی نہیں ہوا۔ اُسی وقت میرے دل میں آیا کہ بابا اپنا حال بتا رہے ہیں۔ حضرت پیدائشی مادرزاد ولی ہیں، نو سال کی عمر میں ہی حافظ ہو گئے تھے۔

اَرحم الراحمین کی بے پایاں ادائے رحمت

بہرحال آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ولی بننا ہے یا نہیں؟ بتایئے! یہاں کس کے لئے آئے ہیں اگر نفس کی اصلاح چاہتے ہیں، ولی اللہ بننا چاہتے ہیں تو گناہوں کا زہر کھانا چھوڑ دو، گناہوں کے کنکر پتھر اپنی جھولی سے نکال کر پھینک دو، موتی دینے والا انتظار کر رہا ہے کہ تم اپنی جھولی سے گناہوں کے کنکر، پتھر، اُپلے گوبر اور خبیث چیزیں نکال کر پھینک دو، ہماری اس ادا کا اللہ منتظر ہے کہ وہ ادائے رحمت دکھائے یعنی ہماری جھولی میں اپنی نسبت کا موتی عطا کر دے۔ آپ بتلائیں کہ آپ کا کوئی مہمان آ رہا ہو اور آپ جس کمرہ میں اسے ٹھہرائیں اس میں مری ہوئی چھپکلی، بلّی کا گوبر پڑا ہو اور بدبو آ رہی ہو تو مہمان اس کمرہ میں ٹھہرے گا؟ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کے دل میں دنیا کا کباڑ خانہ اور گندگی بھری ہو اور اس دل میں اللہ آ جائے؟ گناہوں سے دل میں گندگی بھرتے ہے، یہ نہ سمجھئے کہ آنکھ سے حسینوں کو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے، آنکھ کے راستہ دل گندہ ہوجاتا ہے، دل خراب ہوجاتا ہے، تباہ و برباد ہوجاتا ہے، حلاوتِ ایمانی کا عکس پیدا ہوجاتا ہے، قضیۂ عکس ہوجاتا ہے یعنی جیسے نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے تو اگر نظر نہیں بچائی تو قضیۂ عکس ہو کر پہلے سے موجود حلاوتِ ایمانی بھی سلب ہوجاتی ہے۔

بدنظری سے عبادات کی حلاوت چھن جاتی ہے

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میرا اعلان ہے کہ جو سڑک پر کسی عورت کو

بُری نظر سے دیکھنے کے بعد تلاوت کرے گا تو مزہ نہیں پائے گا، نماز پڑھے گا تو مزہ نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ اس ظالم سے اپنی عبادت کی لذت چھین لیتا ہے۔ لیکن میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ بدنظری سے کیا ملتا ہے؟ بولو بھائی! کچھ ملتا ہے سوائے اس کے کہ بے چینی پیدا ہوتی ہے، پریشانی آتی ہے، اور پریشانی میں پری ہے یا نہیں ہے؟ جہاں پری ہوگی وہاں پریشانی آجاتی ہے، پری خود ہی پریشانی لاتی ہے، لہٰذا کسی پری کو مت دیکھو، آنکھ بچا کر رکھو حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

که سعدی راه و رسمِ عشق بازی
چناں داند که در بغداد تازی

آپ جانتے ہیں کہ سعدی شیرازی کتنے بڑے ولی اللہ تھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے پہلے خلیفہ تھے، تو سلسلہ سہروردیہ کے یہ پہلے صاحبِ نسبت خلیفہ فرماتے ہیں کہ سعدی بھی خوب جانتا ہے کہ عشقِ بازی کیسے کی جاتی ہے اور حسینوں کو کیسے پھنسایا جاتا ہے، معشوقوں کو کیسے چکر میں ڈالا جاتا ہے، جیسے بغداد کے لوگوں میں عربی گھوڑے پہچاننے کی صلاحیت ہے ویسے ہی سعدی بھی خوب عشق بازیاں کرنا جانتا ہے۔ اور فرماتے ہیں ؎

اگر مجنوں و لیلیٰ زنده گشتے
حدیثِ عشق زیں دفتر نوشتے

اگر لیلیٰ و مجنوں زندہ ہوجائیں تو میرے عشق کے بیان سے اپنی داستان وقصہ کا آغاز کریں۔ لیکن فرماتے ہیں کہ ؎

دل آرامے که داری دل دروبند
دِگر چشم از همه عالم فروبند

اے دنیا والو! سعدی کا تجربہ سنو سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں حسینوں سے دور رہتا ہوں کیونکہ دل کا آرام اسی میں ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کو باندھ لو اور

سارے عالم کے حسینوں سے نظر کو بند کرلو۔

بیوی کوستانے والا ولی اللہ نہیں ہوسکتا

بس اللہ نے جو حلال کی بیوی دی ہے اسی پر قناعت کرو۔ سمجھ لو کہ یہ بیویاں حوروں سے افضل ہیں۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ جنت میں ہماری مسلمان بیویاں حوروں سے زیادہ خوبصورت کردی جائیں گی۔ لہٰذا سڑکوں پر کوئی کتنی ہی اچھی عورت نظر آئے اس سے نظر بچاؤ اور اپنی بیویوں کی قدر کرو، ان سے پیار ومحبت سے رہو، اپنی بیوی کو کبھی مت ستاؤ، جتنا زیادہ آپ بیوی پر احسان کریں گے اور اس کے دُکھ درد اور بیماری میں اچھی سے اچھی دوا لائیں گے اور اس کی خطاؤں کو معاف کریں گے اُتنے ہی بڑے ولی اللہ بن جائیں گے کیونکہ جس طرح آپ کی بیٹی کو ستا کر آپ کا داماد آپ کا دوست نہیں بن سکتا اسی طرح اللہ کی بندیوں کو ستا کر کوئی اللہ کا ولی نہیں بن سکتا۔ آپ کی بیویاں اللہ کی بندیاں بھی ہیں، خالی آپ کی بیویاں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کو بھی ان سے تعلق ہے لہٰذا ان کی قدر کرو، یہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔

بیویوں کے ساتھ جوانی اور بڑھاپے میں حسنِ سلوک پر قرآن پاک سے استدلال

دنیا مسافر خانہ ہے، ہم دنیا کے پلیٹ فارم پر ہیں، اسٹیشن پر ہیں۔ آپ بتائیے! کیا پلیٹ فارم پر اچھی چائے ملتی ہے؟ جیسی تیسی ملتی ہے آدمی پی لیتا ہے کہ چلو میاں پی لو، نزلہ زکام سے بچ جائیں گے چاہے گرم پانی ہی صحیح۔ لہٰذا سمجھ لو کہ دنیا مسافر خانہ ہے، اللہ نے جو بیوی ہمیں دے دی اُسی کو اپنے لیے

خیر سمجھو۔ ان کو اللہ سے نسبت ہے کہ اللہ پر ایمان لائی ہیں، مؤمنہ مسلمہ ہیں، اللہ ہمارے خواجہ تاج ہیں، ہم ان کے بندے ہیں، ہماری بیوی بھی ان کی بندی ہے، بندگی کی نسبت اس کو بھی حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

(سورۃ الروم، آیت:۲۱)

جوانی میں بیوی کی خطاؤں کو معاف کرو اور بڑھاپے میں اس پر رحم کرو۔ واہ! یہی دلیل ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ جوانی میں جوش ہوتا ہے اور حسن عالمِ شباب پر ہوتا ہے لہٰذا جوانی میں محبت کا حق ادا کرنا آسان ہوتا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس وقت تمہارا عالمِ شباب اور جوانی کا زمانہ ہے لیکن جب بیوی بوڑھی ہوجائے اور اس میں وہ حسن نہ رہے تو مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً خبردار! اُس وقت اس سے رحمت سے پیش آنا۔ یہ آیت دلیل ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ خدا کے سوا اپنی مخلوق کی اتنی رعایت کوئی کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے دونوں زمانوں کی زندگی کا انتظام کردیا یعنی جب بیوی جوان ہو تو مَوَدَّةً سے پیش آؤ اور جب بوڑھی ہوجائے تو رَحْمَةً سے پیش آؤ، ان پر رحم کرو کہ اب بے چاری کمزور ہے، خدمت بھی نہیں کرسکتی، ارے بھائی اب تو یہ کسی کام کی نہیں رہی، جب تک کام کی تھی تو آپ اس کے آگے پیچھے پھرتے رہے اور جب بے چاری بیمار، کمزور اور بوڑھی ہوگئی تو آپ لندن والوں کی طرح جیسے وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو اولڈ ہومز میں پھینک دیتے ہیں، بیویوں کو بھی جاکر کہیں باہر پھینک آؤ، ایک جنگل بنادو اور جو بڈھی بیوی ہے اس کو وہاں پھینک آؤ۔ اَسْتَغْفِرُ اللہَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

گناہ چھوڑنے کے سات نسخے

تو گناہ چھوڑنے کے سات نسخے یاد کر لیجیے۔ نسخہ نمبر ایک روزانہ مراقبہ کیجیے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ نسخہ نمبر دو قبر و دوزخ اور قیامت تینوں کا مراقبہ کیجیے۔ تیسرا نسخہ اللہ تعالیٰ سے روئیے کہ اے اللہ! ہماری اصلاح فرما دے اور ہمیں گناہ چھوڑنے کی آپ نے جو ہمت دی ہے اس ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق دے دیجیے۔

دیکھیں! اگر ہم اپنا ہاتھ اوپر نہ اُٹھائیں یا ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہوں اور نیچے نہ گرائیں تو یہ ہمیشہ کے لیے اکڑ جائے گا یعنی جو طاقت اللہ نے دی اس کو استعمال نہ کرنے سے وہ طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہم نے گناہ چھوڑنے کی ہمت استعمال نہ کی تو اللہ تعالیٰ یہ ہمت چھین لیتے ہیں، لہٰذا دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے روئیے کہ یا اللہ! مجھے گناہ چھوڑنے کی ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق دے دیجیے اور خاصانِ خدا یعنی اللہ والوں سے بھی دعا کروائیں کہ آپ میرے لیے دعا کر دیجیے کہ میری زندگی اللہ والی زندگی بن جائے۔ نسخہ نمبر چار ہے کہ ذکر اللہ کا اہتمام کیجیے کیونکہ جو اللہ پاک کا نام لیتا ہے اس کا دل پاک ہونے لگتا ہے، اس کو ناپاکی سے مناسبت نہیں رہتی۔

ارے بھائی! پھول کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں خوشبو نہیں ہوگی؟ اگر خوشبو نہیں ہے تو پھولوں کو خوشبو کیسے دیتے ہیں؟ تو جو اللہ کا نام لیتا ہے اس کی روح کو گناہوں کی بدبو سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ نسخہ نمبر پانچ ہے کہ کبھی کبھی دینی دوستوں میں بیٹھ جایا کرو۔ اگر شیخ کے شہر سے دور ہو تو اپنے اپنے علاقوں میں ہفتہ واری اجتماع کرو، اس کے لیے خلافت ضروری

نہیں ہے، تھوڑی دیر کے لیے آپس میں بیٹھ کر بزرگوں کی کتاب پڑھو، دینی دوستوں کے آپس میں ملنے سے روح میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے چالیس پاور کا ایک بلب تو کمزور ہے لیکن جب اکٹھے آٹھ بلب جل گئے تو چالیس پاور کے حساب سے اب کتنے پاور کی روشنی آئے گی۔ بعضوں کو شیطان دھوکہ دیتا ہے کہ جب پیر صاحب آئیں گے یا کوئی بہت بڑے مولانا آئیں گے تب ہم لوگ جمع ہوں گے، یہ محلہ والے جو آپس میں دین کی نسبت سے بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بھی حقیر مت سمجھو۔ مولانا رومی کی نصیحت ہے ؎

بست مصباح از یکے روشن تر است

بیس چراغ ایک چراغ کی بنسبت زیادہ روشن ہوتے ہیں چاہے سب مساوی پاور والے ہوں۔ لہٰذا سب دوستوں سے کہتا ہوں کہ ہفتہ واری اجتماع میں ضرور شرکت کریں اور اپنے اپنے شہروں میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پڑھ کر سنائیں یا جن کا مجھ سے تعلق ہے وہ میرے مواعظ اور دیگر کتب بھی پڑھ کر سنایا کریں۔

اور چھٹا نسخہ ہے کہ اپنے شیخ کو خط لکھتے رہیں یا اس کے پاس اس کی صحبت میں جاتے رہیں۔ شیخ کے پاس آنا جانا بھی رکھیں، اور جب جانا نہ ہو تو کم سے کم ہر مہینہ ایک خط لکھیے۔ میرے جو متعلقین پاکستان سے باہر کسی ملک میں رہتے ہیں وہ پاکستان سے آنے والوں سے پاکستان کے ٹکٹ منگوالیں اور انہیں اپنے جوابی لفافہ پر لگا کر جوابی لفافہ اپنے خط میں رکھ کر بھیجیں اس سے ہمیں بہت آسانی ہو جائے گی اور جوابی لفافہ پر اپنا پتہ بھی خود لکھیے، اب ہمارا کیا کام رہا خالی چند سطر جواب لکھا اور ڈاک خانہ میں ڈال دیا لیکن یار لوگ اپنے

خط کے لفافہ میں نہ تو جوابی لفافہ رکھتے ہیں، نہ اس جوابی لفافہ پر ٹکٹ لگاتے ہیں، نہ اس پر پتہ لکھتے ہیں اور اب ہم ان کے خط کا جواب دینے کے لیے لفافے بھی تلاش کریں، پتہ بھی لکھیں اور ٹکٹ بھی لگائیں، جو کام خود کر سکتے ہو وہ کام اپنے بڑوں سے لینا خلافِ تہذیب اور انتہائی بے ادبی ہے۔ تو ہر مہینہ اپنے شیخ کو خط لکھو اور اگر ممکن ہو تو شیخ کے پاس جاؤ، اگر شیخ پاس نہیں ہے تو دوستوں کا ہفتہ واری اجتماع ان شاء اللہ اس کا بدل ہو جائے گا۔

ترک گناہ کے لیے اسبابِ گناہ سے دوری ضروری ہے

اب آخری نمبر اور سن لیجیے یعنی نسخہ نمبر سات کیونکہ سات کے عدد میں برکت ہے۔ اکثر روایاتِ حدیث میں سات کا عدد آتا ہے:

((حَسْبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ))

(سورۃالتوبۃ)

جو شخص صبح شام سات مرتبہ یہ پڑھ لے کَفَاہُ اللّٰہُ مَاۤ اَھَمَّہٗ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے سارے غموں کے لیے کافی ہو جائیں گے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابوداؤد شریف کی ہے اور فرماتے ہیں اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وِرْدُ ھٰذَا الْفَقِیْرِ مُنْذُ سَنَۃٍ سالہا سال سے یہ فقیر بھی اس وظیفہ پر عمل کر رہا ہے۔

تو ساتواں نمبر یہ ہے کہ اسبابِ معصیت کے یعنی گناہ کے اسباب کے قریب بھی نہ جائیں۔ یہ ساتواں نمبر بہت اہم ہے جو اس نمبر پر عمل نہیں کرے گا اس کے باقی چھ نمبر بھی ضائع ہو جائیں گے۔ ساتواں نمبر اتنا ضروری ہے کہ چھ نمبر سے جو روحانی طاقت آئے گی تو ساتویں نمبر میں اگر کوتاہی ہو جائے تو چھ نمبر

بھی سب کے سب ضائع ہوجائیں گے اور اس کا منہ گناہ سے کالا ہوجائے گا۔ یہ جو کچھ پیش کرر ہا ہوں سب قرآن سے مستنبط ہے۔

قرآنِ پاک میں ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۸۷)

جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی احتیاط کی وجہ سے اپنے شاگرد امام محمد کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے جب تک ان کی پوری ڈاڑھی نہیں آ گئی:

((اِنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی كَانَ یُجْلِسُ الْاِمَامَ مُحَمَّدًا فِیْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ لِغَایَةِ حُسْنِهٖ مَخَافَةَ عَیْنِهٖ مَعَ كَمَالِ تَقْوٰهُ))

(ردالمحتار)

میں عربی عبارت اس لیے نقل کردیتا ہوں کہ مولانا لوگوں کو اس سے مزہ آتا ہے ورنہ یہ پیر کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اگر کسی پیر کو عربی وغیرہ سے مناسبت نہ ہو تو اس پیر کو علماء لوگ دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کیسا پیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے چونکہ مجھے آپ حضرات کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے اس لیے اللہ نے مجھے علم کی حلاوت سے بھی نوازا ہے۔ عربی زبان میں مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ عربی عبارت خودبخود یاد ہوجاتی ہے۔ دیکھیں! امام ابوحنیفہ امام محمد کو ان کے حسین ہونے کی وجہ سے اپنے پیچھے بٹھاتے تھے اور جب ان کی اتنی ڈاڑھی آ گئی کہ چراغ کی روشنی میں ملنے لگی تو پھر فرمایا کہ اچھا! اب سامنے آ جاؤ۔ تو گناہوں کے جو اسباب ہیں ان کے قریب بھی نہ رہو۔

حسنِ اخلاق کی تعریف

اور اسبابِ گناہ کیا ہیں؟ جب اپنے اپنے گاؤں جاؤ تو بھابھی سے زیادہ

بات چیت مت کرو، اپنے بھائی کے ذریعہ ان کی خیریت معلوم کرلو۔ اگر بھابھی کہے کہ یہ کیسا مُلّا ہوگیا ہے، اس کے تو اخلاق بالکل خشک ہوگئے ہیں، ذرا بھی خیال نہیں کرتا، ہم سے زیادہ گپ شپ نہیں کرتا تو کہہ دو کہ اللہ کا حکم یہی ہے، ہماری اس بداخلاقی پر لاکھوں اخلاق قربان ہوجائیں کیونکہ حسنِ اخلاق کی تعریف ہے مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ مشکوٰۃ کی شرح میں مُلّا علی قاری کی عبارت ہے کہ اچھے اخلاق کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کے قانون کا احترام رکھتے ہوئے مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ بھابھی کا دیور سے ملنے کا کوئی حق نہیں ہے، ملنا ہے تو اپنے بھائی سے ملو۔

ایک مرتبہ مولانا ابرارالحق صاحب کے پاس ایک مقدمہ آیا۔ ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے گیا تو جو حضرت کا مرید تھا اُس نے اپنے بھائی کا اپنی اہلیہ سے پردہ کرادیا۔ تو اس پر اُس کا بھائی ناراض ہوگیا۔ جب حضرت نے پوچھا کہ تم کیوں ناراض ہوگئے؟ تو اُس نے کہا کہ میں بھائی کے پاس گیا تھا اس نے اپنی بیوی کا مجھ سے پردہ کرادیا۔ تو حضرت نے پوچھا کہ تم کس سے ملنے گئے تھے؟ اُس نے کہا کہ بھائی سے۔ کہا بھائی ملا تھا یا نہیں؟ کہا ہاں ملا تھا۔ تو پوچھا کہ پھر آپ کو کیا غم ہے؟ غم پر مزاحاً ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ جب میر صاحب پانچ چھ سال کے تھے تو انہوں نے ایک شعر کہا ؎

الٰہی پھیر دے مشکل کے دن اب
بہت دن ہوگئے غم سہتے سہتے

ابھی سات برس کے ہیں اور ان کے پاس غم آگیا تو ان کی اماں نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تجھ کو کیا غم ہے؟ پلاؤ بریانی اُڑا رہا ہے، ڈپٹی کلکٹر کا لڑکا ہے۔ ان کے والد ہردوئی میں چار سال ڈپٹی کلکٹر رہے تھے۔ تو میری خانقاہ میں ایک گجراتی میمن مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے میر صاحب کے پاس

اپنا منہ لے جا کر ایک خاص انداز میں کہا کہ وہ کیا غم تھا؟ جس انداز سے اس نے کہا مجھے ابھی تک اس سے مزہ آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کو ایک ڈگری بھی نہ ہٹنے دو

تو اسبابِ معصیت سے دور رہیں ورنہ اگر آپ دین کے حساب سے ہاتھی بھی ہوگئے لیکن جب کیچڑ زیادہ ہو تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے لہٰذا اسبابِ معصیت سے دور رہیں، کبھی تنہائی میں لڑکوں کو اپنے ساتھ مت رکھیں، جس لڑکے کی طرف دیکھو کہ دل مائل ہورہا ہے، اگر ایک اعشاریہ بھی اس کی طرف جُھک رہا ہے تو اس سے ہوشیار ہوجاؤ، اس سے بات چیت نہ کرو۔ دیکھو! یہ دیوار نوّے ڈگری زاویہ پر کھڑی ہے اگر یہ نواسی (۸۹) ڈگری پر جھک جائے تو انجینئر یہ فیصلہ دے گا کہ اب آپ لوگ یہاں نہ بیٹھیں کیونکہ دیوار گرنے کا خطرہ ہے تو اگر دل کسی حسین کی طرف ایک ڈگری بھی مائل ہونے لگے تو سمجھ لو کہ دل کا اللہ کی طرف جو نوّے ڈگری زاویہ ہے وہ اب خطرہ میں ہے، اگر دل ذرا سا بھی ٹیڑھا ہو تو سمجھ لو خطرہ ہے لہٰذا اس حسین سے دور ہوجاؤ، یہ مٹی کے کھلونے مرنے والے اور گلنے سڑنے والے ہیں، ان کے لیے اپنے اللہ کو ناراض مت کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔ جس نے بھی دنیا میں کسی حسین سے دل لگایا واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں وہ شخص عذاب میں مبتلا ہوا اور ساری زندگی ذلت وخواری میں گذری۔

عاشقِ مجاز کی زندگی دوزخ کی زندگی جیسی ہوتی ہے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نالائق اپنا دل اَمردوں میں، حسینوں میں پھنساتے ہیں ان کی زندگی ایسی ہوتی ہے جیسے دوزخ والوں کی دوزخی زندگی:

﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝﴾

(سورۃ الاعلیٰ، آیت:۱۳)

یعنی جس طرح دوزخیوں کو نہ موت ہے نہ زندگی ہے بلکہ موت و زندگی کے درمیان میں پریشان رہتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی پاگل رہتے ہیں، چین ان سے چِھن جاتا ہے۔ آہ! اسی لیے حکیم الامت نے فرمایا کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ دوستو! کیا عذابِ الٰہی میں جانے سے چین ملے گا؟ کیا حکیم الامت کے اس قول پر آپ کو اعتبار نہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔

انجامِ حسنِ فانی

ایک عاشقِ مجازی نے مجھ سے کہا کہ میرا دل ایک حسین میں پھنس گیا ہے، رات بھر نیند نہیں آتی، میں نے آپ کا دیا ہوا تیل سر پر لگایا اور تیل لگا کر جب میں نے کھوپڑی پر ہاتھ رکھا تو وہ جل رہی تھی۔ تو میں نے اس سے کہا یہ سر آگ کی طرح رہے گا جب تک جس حسین کے ساتھ تم رہتے ہو اس کو بھگا نہ دو، آپ اس کے سرپرست بننے کی کوشش نہ کیجیے۔ تو اس نے میرے مشورے پر عمل کیا، اس حسین کو اپنے کمرہ سے بھگا دیا، پھر بتایا کہ اب اُس کا دماغ ٹھنڈا ہو گیا ہے اور رات کو نیند بھی اچھی آتی ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ تم نے جو کہا تھا کہ دل ہر وقت پریشان ہے اور نیند بھی نہیں آرہی ہے اور مغزِ دماغ کو جیسے کوئی پھاڑ رہا ہے تو اب اس پر میرا ایک شعر سن لیجیے۔ اس شعر میں میں نے اس کیفیت کو یعنی عشقِ مجازی کے عذاب کو بیان کیا ہے تاکہ لوگ اللہ کے اس عذاب سے ڈریں جو وہ عشقِ مجازی کی صورت میں مول لیتے ہیں۔ تو وہ شعر ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

یہ میرا ہی شعر ہے۔ جس حسین شکل پر آج تم جان دے رہے ہو جب کچھ دن بعد اس کی شکل کا جغرافیہ بدل گیا یعنی شکل بدل گئی اور سارا حسن ختم ہو گیا اب اُلّو کی طرح دونوں ایک دوسرے سے آنکھیں چرا کر بھاگے جا رہے ہیں جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے۔ اس پر بھی میرا ایک شعر ہے ؎

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی مِسٹری باقی نہ میری ہِسٹری باقی

ان حسینوں پر کیوں مرتے ہو جن کے دانت ٹوٹنے والے ہیں، گال پچکنے والے ہیں، کمر ٹیڑھی ہونے والی ہے اور آنکھوں پر گیارہ نمبر کا چشمہ لگنے والا ہے، ہر لڑکی نانی اماں بننے والی ہے اور ہر لڑکا نانا ابّا بننے والا ہے، تم کہاں جاتے ہو؟

شانِ حسنِ ازلی

آہ! دیکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنی کیا شان بیان کی ہے کہ دیکھو ہماری شان کیا ہے:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۝﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت:۲۹)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں یوم بمعنی وقت ہے، اہلِ علم حضرات غور سے سنیں اَیْ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ، وَفِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ مِّنَ اللَّحْظَاتِ، وَفِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ مِّنَ اللَّمْحَاتِ یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نئی نئی شان کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور اللہ اپنے عاشقوں کو بھی ہر وقت نئی نئی شان عطا فرماتے رہتے ہیں۔

اب دیکھیں! خود بخود مضمون بدل جاتا ہے۔ میرے پاس یہاں کوئی کتابیں نہیں ہے کہ اس میں سے دیکھ لوں، لیکن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان ظاہر ہوتی ہے، اس نئی شان سے ان کے عاشق بھی نئی نئی شان میں رہتے

ہیں اور دنیا والوں کی شان ہر وقت بگڑتی رہتی ہے، جب بگڑنے والوں پر مریں گے تو شان بگڑے گی نہیں؟ اسی لیے بار بار یہ کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی سے دل مت لگاؤ، ہمارے دل کو آرام سے رکھنے والا سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے۔ بے شک ماں باپ کی شفقت سر آنکھوں پر لیکن خدا بچائے اس دن سے کہ جب ماں باپ بھوکے مرنے لگتے ہیں تو بیٹے سے کہتے ہیں کہ کیا ہر وقت گھر میں گھسا رہتا ہے، کمانے کے لیے کیوں نہیں جاتا ہے، جا روٹی کما کے لا میں بھوک سے مر رہا ہوں، بوڑھا ہو گیا ہوں، میں نے تجھے بچپن میں پالا تھا تو بیٹا کہتا ہے کہ ابا! آپ تو کہتے تھے کہ ہر وقت میرے سامنے رہا کرو، تمہیں دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، اب آپ کی آنکھیں کیوں نہیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں؟ دیکھا آپ نے! ابا کا پیٹ جلا تو سب ٹھنڈک ختم ہو گئی، لیکن اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ اگر ان کا بندہ بیمار ہو جائے تو وہ تندرستی میں جو نیک عمل کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے بیماری میں بغیر عمل کیے اتنا ہی ثواب دیتے ہیں۔

تو یہ ساتواں نسخہ یعنی اسبابِ معصیت کے قریب بھی نہ رہو سب نسخوں کا حاصل ہے۔ سن لو اختر کیا کہتا ہے! ورنہ وہ سالک ساری زندگی عذاب و پریشانی میں رہے گا اور خدائے تعالیٰ کی نسبت و خاص تعلق سے محروم رہے گا اور اندیشہ ہے کہ کسی وقت رُسوائی اور ذلت کے جوتے بھی پڑ جائیں۔ یہ آخری نمبر ہے۔ بس اب مضمون ختم ہو گیا۔

مخلوق کی محتاجی سے بچنے کا ایک وظیفہ

اب ایک وظیفہ سن لیجیے۔ آپ لوگ یہ چاہتے کہ کسی کے محتاج نہ ہوں یا مخلوق کا محتاج ہونا پسند کرتے ہیں؟ آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اتنا دے کہ ہم دوسروں کو بھی کھلائیں یا جتنا ملے سب سمیٹ کر بکس میں رکھتے ہیں؟

اگر ایسا ہوتا تو آج ڈھاکا نگر میں دین کا یہ جو کام ہو رہا ہے یہ نہ ہوتا۔ تو ہر انسان کی فطرت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میں کسی کا محتاج نہ رہوں اور یہ بھی چاہتا ہے کہ خدا ہمیں اتنا دے کہ دوسروں کو بھی کھلائیں۔ تو اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو آپ شیخ سے پوچھ کر یہ وظیفہ پڑھا کیجیے جو بخاری شریف کا وظیفہ ہے یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ آپ کہیں گے کہ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھنے سے رزق میں اضافہ کا کیا تعلق ہے؟ اب اس کی تفسیر سن لیں ان شاء اللہ آپ لوگوں کو مزہ آجائے گا۔

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کی تفسیر

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں یَا ذَا الْجَلَالِ کی تفسیر کی ہے صَاحِبُ الْاِسْتَغْنَآءِ الْمُطْلَقِ یعنی جلال والا اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے، اسے پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ آپ کو کسی مخلوق کا محتاج ہونے نہیں دے گا۔

اور وَالْاِکْرَامِ کی تفسیر کی ہے اَیْ صَاحِبُ الْفِیْضِ الْعَامِ جس کی بخشش عام ہو کیونکہ استغناء میں یہ خطرہ تھا کہ بندوں کو یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں تو شاید ہمارا خیال نہ کریں گے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں صاحب بڑے بے نیاز ہیں، بہت مستغنی مزاج ہیں، یہ کسی کا کام نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے اس اشکال کو دور کر دیا کہ میں صَاحِبُ الْاِسْتَغْنَآءِ الْمُطْلَقِ تو ہوں مگر تمہارے درد سے مستغنی نہیں ہوں، میں صَاحِبُ الْفِیْضِ الْعَامِ بھی ہوں، میرا فیض عام ہے۔ تو آپ نے یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا ربط سمجھ لیا؟ ان ناموں کو اس مضمون سے ربط ہو گیا یا نہیں کہ اس نام کی برکت سے اللہ ہم کو آپ کو اتنا دے گا کہ ہم دوسروں کو بھی دیں گے۔

اور سن لیجیے کہ اس کو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر اپنے چہرہ پر مل لیجیے تو آپ کے چہرہ پر ایک عظمت، ایک عزت اور ایک جلال رہے گا، دوسرا آپ کو ستا نہیں سکے گا، کسی کی ہمت نہیں ہوگی کہ آپ سے آنکھ ملائے، اللہ آپ کے چہرہ پر اپنی جلالتِ شان ڈال دے گا۔ بخاری شریف کی روایت ہے اَکْثِرُوْا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اے میری اُمت کے لوگو! یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھا کرو۔ یہ نبی کا بتایا ہوا وظیفہ ہے۔ کیوں صاحب! کیا نبی کا وظیفہ پیروں کے وظیفہ سے اعلیٰ نہیں ہوتا؟

ہدایت پر قائم رہنے اور نفس کے شر سے بچنے کی دعا

اور حدیثِ پاک کی ایک دعا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجآء فی جامع الدعوات، ج:۲،ص:۱۸۶)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! ہدایت کے اور نیکی کے ارادے ہمارے دل میں اِس وقت بھی الہام کرتے رہیے اور آیندہ بھی الہام فرماتے رہیے۔ یعنی اچھی اچھی باتیں، اپنی رضا و خوشی کی باتیں میرے دل میں ڈالتے رہیے، اس وقت بھی اور آیندہ بھی۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ ترجمہ کہاں سے کر رہا ہوں تو اَلْھِمْ کیا ہے؟ امر ہے۔ امر کس سے بنتا ہے؟ مضارع سے۔ اور مضارع میں دونوں زمانے ہوتے ہیں یعنی حال اور استقبال۔ یہ فائدہ ہوتا ہے مضارع کے صیغہ کا کہ اس سے امر بنتا ہے اور امر میں دونوں زمانے ہوتے ہیں یعنی حال کا زمانہ بھی اور مستقبل کا زمانہ بھی، مشتق جو ہوتا ہے اس میں اپنے مآخذ و مرکز کی خاصیتیں رہتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے دل

میں گناہ کے ارادے نہیں آئیں گے کیونکہ جب دل میں رُشد کے ارادے آئیں گے تو گناہ کے ارادے کیسے آئیں گے؟

اس دعا کے دو جز ہیں، پہلا جز ہے اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ یعنی اے اللہ! دل میں نیک اعمال کے اچھے ارادوں کا الہام تو کیجیے مگر وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ نفس کی شرارتوں اور دشمنی سے بھی ہم کو بچا لیجیے، یہ نہیں کہ جب کوئی حسین صورت سامنے آ گئی اور نیک ارادہ کا الہام ہوا کہ اس کو مت دیکھو لیکن اس کا نفس کہتا ہے کہ ارے میاں! ابھی تو دیکھ لو بعد میں توبہ کر لیں گے۔ تو اے اللہ! اچھے ارادہ کا الہام تو کیجیے مگر ہمارے نفس کے شر سے، اس کی شرارتوں سے اور اس کی دُشمنی سے بھی ہم کو بچائیے یعنی اچھا ارادہ آنے کے بعد ایسا نہ ہو کہ نفس ہم پر غالب ہو جائے اور ہم آپ کے عطائے رُشد کو غلط استعمال کریں یا اس پر عمل نہ کریں بلکہ اپنے نفس دُشمن کے غلام بن جائیں۔ تو اس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دونوں چیزیں بتا دیں یعنی دل میں اچھے اچھے اور نیک ارادے بھی آئیں اور نفس بھی آپ کو پچھاڑنے نہ پائے۔ تو اس دعا کو بھی صبح شام پڑھتے رہیں۔

بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں، اس مجلس کو اللہ قبول فرمائیں۔ یا اللہ! رمضان کا مبارک مہینہ ہے اور عرش اُٹھانے والے فرشتے ہماری دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہیں، اے خدا! اپنے حاملینِ عرش فرشتوں کی آمین کے صدقہ میں، اپنی رحمتِ واسعہ کے طفیل، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اور ہمارے ان بزرگوں کی برکت سے جن کے ہم نے دامن پکڑے ہوئے ہیں یعنی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ میں، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ میں اور مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے صدقہ میں ہمارے ایمان کو

ایمانِ صدیقین کے درجہ تک پہنچا دیجیے اور اولیاء صدیقین کی جو آخری سرحد ہے وہاں تک پہنچا دیجیے اور ہمارے پاپی دل کو، بزدل دل کو، کمینے اور نالائق دل کو سینے سے نکال کر پھینک دیجیے اور اس میں اللہ والوں کا دل داخل فرما دیجیے۔ یااللہ! وہ دل جو آپ سے ڈرنے والا دل ہو، آپ کی یاد میں مست رہنے والا دل ہو، آپ کی محبت میں ہر وقت آپ پر قربان ہونے والا دل ہو ایسا دل ہمارے سینہ کو عطا فرما دیجیے تاکہ ہماری ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گذرے۔

یااللہ! جیسے ماں چھوٹے بچہ کو پاخانہ پیشاب پر ہاتھ ڈالنے سے بچاتی ہے، یااللہ! آپ تو ماں کی محبت کے خالق ہیں، ہم آپ کی غیر محدود رحمت کی بھیک مانگتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں کو گناہوں کی طرف بڑھنے نہ دیجیے، اگر ہم نالائقی سے بڑھیں تو آپ ہمیں کھینچ لیجیے، ماں کی شفقت سے بڑھ کر اپنی بے شمار شفقت و رحمت کے صدقہ میں ہمیں ہر وقت نالائقی سے اور گندگی سے بچاتے رہیں اور اپنی رحمت سے یااللہ! ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائیں اور یہ جوڑھا لکا نگر میں دین کا کام ہو رہا ہے اس کو اپنی رحمت سے قبول فرمائیں، جو لوگ اس کام میں محنتیں کر رہے ہیں، تعمیرات میں پیسے لگا رہے ہیں، ان کا صدقہ قبول فرمالیجیے اور یہاں جتنے لوگ موجود ہیں یااللہ! خواتین ہوں یا مرد کسی کو محروم نہ فرمائیں۔

تزکیۂ نفس کی دعا

یااللہ! آپ کی شان بہت بڑی ہے، دست بکشا جانبِ زنبیل ما، اے خدا! اپنے دستِ کرم اور مہربانی کے ہاتھ کو ہماری جھولیوں کی طرف بڑھائیے اور اس میں گناہوں کے جو کنکر پتھر اور گندگی ہے اسے نکال کر پھینک دیجیے، ہم

وہ ظالم لوگ ہیں جو ان نجس کنکر پتھر کو پھینکنا نہیں چاہتے، یہ ہماری نالائقی ہے لٰہذا اے خدا! آپ اپنا دستِ کرم بڑھائیے اور ہمارا تزکیہ فرما دیجیے:

((اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا))

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل)

آپ ہی ہمارے مولیٰ ہیں، ولی ہیں، آپ ہماری اصلاح فرما دیجیے اور ہمیں اولیاء اللہ کی زندگی نصیب فرما دیجیے۔ یا اللہ! گناہوں کا چھوڑنا ہم سب کو مشکل ہے، آپ اُسے آسان فرما دیجیے، ہم کو بھی، ہمارے بال بچوں کو بھی اور سب کو یا اللہ! نیک وصالح اور ابرار بنا دیجیے اور ہمارے رزق میں بھی برکت دے دیجیے۔

یا اللہ! ہمارے علماء ومحدثین خصوصاً مولانا صلاح الدین صاحب، مولانا ہدایت اللہ صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب اور مولانا چاند پوری صاحب یہ چار علماء ایسے ہیں جو صحت کے لحاظ سے کمزور ہیں اور میں بھی کمزوروں میں داخل ہوں، آپ یہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو اور آپ سب کی بھی کمزوریوں کو دور فرما دیں، ہمیں صحتِ جسمانی اور صحتِ روحانی دونوں نصیب فرما دیں۔ یا اللہ! ہمیں سلامتیٔ اعضاء اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ زندہ رکھیں، سلامتیٔ اعضاء اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ اُٹھائیں اور ہم جو اپنی کمزوری اور وقت کی کمی کی وجہ سے زیادہ نہیں مانگ سکے آپ بے مانگے سب کچھ عطا فرما دیجیے۔ جس طرح باپ بغیر مانگے بچہ کو بہت کچھ دیتا ہے حالانکہ بچہ مانگتا نہیں ہے، جب بچوں کو اپنے ابّا سے اُمید ہوتی ہے کہ وہ بغیر مانگے دے گا تو یا اللہ آپ تو کریم ہیں، آپ ہمارے ربّا ہیں، ہم آپ کے بندے ہیں، آپ ہمیں بے مانگے سب کچھ عطا فرما دیجیے، دنیا وآخرت کی ساری نعمتیں ہم کو اپنی رحمت سے بخششیں کر دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ،
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ، اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ مَلِیْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّكُوْنُ فَاَسْعِدْنَا
فِی الدَّارَیْنِ وَكُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا
وَاَعِذْنَا مِنْ ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
یَارَبِّ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ملفوظات

آپ لوگوں سے میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ میری صحت کے لیے اور میری کمزوری دور کرنے کے لیے دل سے دعا کیجیے، آپ لوگ میری باتیں سننا چاہتے ہیں، میری باتوں سے آپ مزہ پاتے ہیں، اللہ مجھ سے ایسے بیان میرے بزرگوں کے صدقہ اور طفیل میں کرا رہا ہے حالانکہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے، میں کچھ سوچ کر نہیں آتا، مجھے کچھ پتا نہیں ہوتا کہ آج کیا بیان کروں گا، میں تو آج تفسیر بیان کرنے والا تھا مگر ایک رسّی گردن میں پڑی ہوئی ہے، میرا خدا جدھر چاہتا ہے اُدھر لے جاتا ہے ؎

رشتۂ بر گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

تو آج جو مضمون مفید اور اہم تھا وہ اللہ نے بیان کروادیا۔ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو مفید مضمون ہو وہ بیان کروادیجیے۔ اب تفسیر ان شاء اللہ کل پیش کروں گا بشرطِ مشیتِ حق ورنہ آج بھی ارادہ تھا لیکن گناہ چھوڑنے کا یہ جو مضمون بیان ہوا لگتا ہے کسی دوست کی قسمت سے اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کروادیا۔

مریدین پر شیخ کا ایک حق

دیکھیں! آپ لوگوں پر میرا حق بنتا ہے، میں آپ کو سفر میں، حضر میں، ہوائی جہاز پر، ریل میں، کشتی میں، پانی پر، عرفات میں، منیٰ میں، مزدلفہ میں، بیت اللہ میں اور روضۂ مبارک پر کہیں نہیں بھولتا، میرے پیٹ میں روزہ ہے، میں جھوٹ نہیں بھول رہا ہوں تو کیا میرا آپ لوگوں پر حق نہیں ہے کہ آپ میری صحت اور عمر میں برکت کے لیے دعا کریں اور دین کا جو کام ہو رہا ہے اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس میں ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور اسے قبول فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کر کے جنت میں ہم سب کو اکٹھا کر دے۔

حضرت والا کی کیفیت احسانیہ

الحمدللہ مجھے بھی ایسا ہی نظر آ رہا ہے، میں جب تقریر کرتا ہوں تو مجھے اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے۔ الحمدللہ! اس لیے آپ دیکھتے ہیں میں آسمان کی جانب دیکھتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے دل پر تجلیاتِ خاصہ کا نزول فرمائے۔